

منهاج الفرقة الناجية

## فرقة ناجية کا منہج

اعداد:

عبدالہادی عبدالخالق مدنی

کاشانہ خلیق، اٹوا بازار، سدھارتھ نگر، یوپی

داعی احساء اسلامک سینٹر، سعودی عرب

## مقدمہ

الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، أما بعد:

زیر نظر کتابچہ "فرقہ ناجیہ کا منہج" دراصل ایک تقریر ہے جو اسلامی وزارت برائے اسلامی امور و دعوت و ارشاد مملکت سعودی عرب کی جانب سے لگائی گئی بارہویں نمائش برائے دعوتی وسائل کے موقع پر بمقام احساء، میدان جشن، بتاریخ: ۱۲/ذوالقعدہ ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰/اکتوبر ۲۰۱۰ء بروز بدھ بعد صلاۃ عشاء احساء اسلامک سینٹر ہنفوف کے زیر انتظام وزیر نگرانی کی گئی۔ اس کے اندر فرقہ ناجیہ کے منہج اور اس کی مضبوط و مستحکم بنیادوں کا تذکرہ ہے۔ اس کی اہمیت و افادیت کو سامنے رکھتے ہوئے اسے کتابی شکل دے دی گئی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اسے ہر خاص و عام کیلئے نافع بنائے۔ اس کے مرتب اور اس کی نشر و اشاعت میں معاون ہر فرد کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین۔

عبدالہادی عبدالخالق مدنی

کاشانہ خلیق۔ اٹو بازار۔ سدھارتھ نگر۔ یوپی

داعی احساء اسلامک سینٹر ہنفوف، سعودی عرب

1431ھ / 2010ء

## فرقة ناجية كما منهج

إن الحمد لله ، نحمده ونستعينه ونستغفره ، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له ، ومن يضلل فلا هادي له ، وأشهد أن لا إله إلا الله ، وحده لا شريك له، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله .

﴿يَأْتِيهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُونَنَّ إِلَّا وَانْتُمْ مُسْلِمُونَ

﴿١٠٢﴾ آل عمران: ١٠٢

﴿يَأْتِيهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَجِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ؕ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ ؕ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ

عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ﴿١﴾ النساء: ١

﴿يَأْتِيهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿٧٠﴾ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا

﴿٧١﴾ الأحزاب: ٧٠ - ٧١

أما بعد : فإن خير الحديث كتاب الله ، وخير الهدي هدي محمد صلى الله عليه وسلم ، وشر الأمور محدثاتها ، وكل بدعة ضلالة ،

وكل ضلالة في النار .

قال الله عز وجل: ﴿وَأَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا

تَفَرَّقُوا﴾ آل عمران: ۱۰۳

وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابَيْنِ افْتَرَقُوا فِي دِينِهِمْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَإِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً - يَعْنِي: الْأَهْوَاءَ -، كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلَّا وَاحِدَةً، وَهِيَ الْجَمَاعَةُ». (رواه أحمد و غيره و حسنه الحافظ)

و في رواية : «كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً، قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي». (رواه الترمذي و حسنه الألباني في صحيح الجامع).

اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو قرآن مجید کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا ہے اور فرقہ بندی سے منع فرمایا ہے، نیز رسول اکرم ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ سابقہ امتیں یہود و نصاریٰ فرقہ بندی کا شکار ہو گئیں ساتھ ہی یہ پیشین گوئی بھی فرمائی کہ امت مسلمہ ان امتوں کی روش اپنا کر فرقہ بندی میں مبتلا ہوگی اور صرف مبتلا ہی نہیں بلکہ ان سے ایک قدم آگے بڑھ جائے

گی، سابقہ امتیں بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئی تھیں، یہ امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی، ایک فرقہ کے سوا سب کے سب صراطِ مستقیم سے انحراف، کتاب و سنت سے روگردانی اور اصل شریعت سے پہلو تہی کی بنا پر جہنم میں جائیں گے، صرف ایک ہی فرقہ جنت میں جائے گا جس نے جماعت سے خروج نہ کیا ہوگا، رسول اکرم ﷺ کی سنت اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریق کو مضبوطی سے تھاما ہوگا۔

متعین طور پر یہ کہنے کے لئے کہ فلاں فرقہ نجات یافتہ ہے اور فلاں اور فلاں فرقے جہنمی ہیں دلیل کی ضرورت ہے کیونکہ دلیل کے بغیر کوئی بات کہنا اللہ کے دین میں سخت منع ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزَّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا نَعْمُونَ﴾ ﴿۲۳﴾ الاعراف: ۳۳ (آپ فرمائیے کہ میرے رب نے تو بے حیائی کی باتوں کو، ظاہر ہوں یا پوشیدہ، اور گناہ کو، اور ناحق زیادتی کرنے کو

حرام کیا ہے، اور اس کو بھی کہ تم کسی کو اللہ کا شریک بناؤ جس کی اُس نے کوئی  
 سند نازل نہیں کی، اور اس کو بھی کہ اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کہو جن کا  
 تمہیں کچھ علم نہیں۔) نیز ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ  
 عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا  
 ﴿۳۶﴾ (الاسراء: ۳۶) (اس بات کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہیں  
 کیونکہ آنکھ اور کان اور دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی  
 ہے)۔

اکثر فرقوں کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ نجات یافتہ ہیں اور ان کے مخالفین  
 غیر نجات یافتہ ہیں۔ آئیے ہم دلیل کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ وہ فرقہ کون  
 سا ہے تاکہ اپنے آپ کو اس سے جوڑ کر نجات حاصل کریں اور ہلاکت و تباہی  
 سے محفوظ رہیں۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: «إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ  
 عَلَى ثَلَاثِينَ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً،  
 كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً، قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟

قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي». (رواه الترمذي و حسنه الألباني في صحيح الجامع). بنو اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے، میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی، سب کے سب جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے، صحابہ کرام نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! وہ نجات یافتہ فرقہ کون سا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي» (جس راہ پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں) یہ سنن ترمذی کی حسن درجہ کی حدیث ہے۔

آپ ﷺ نے کوئی نام بتانے کے بجائے وصف ذکر فرمایا کیونکہ نجات کے معاملہ میں وصف و کردار ہی کی اصل اہمیت ہے۔

آپ ﷺ کے قول سے یہ بات عیاں اور بیاں ہو جاتی ہے کہ فرقہ ناجیہ وہ فرقہ ہوگا جو اپنے قول و عمل میں، ایمان و اعتقاد میں، اخلاق و معاملات میں غرضیکہ دین و شریعت کے تمام امور میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کے منہج پر کار بند ہوگا۔ یہ فرقہ ہر طرح کے زلیغ و ضلال سے محفوظ اور سلامت رہے گا۔

یاد رہے کہ تہتر فرقوں میں صرف یہی ایک فرقہ "ناجیہ" ہے یعنی صرف اسے ہی جہنم سے نجات ملنے والی ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے:

«كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلَّا وَاحِدَةً». (رواہ أحمد و غیرہ و حسنہ الحافظ)

یہی وہ فرقہ ہے جو کتاب و سنت اور صحابہ کرام و سلف صالحین کی روش کو مضبوطی سے تھامنے والا ہے کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

«مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي». (رواہ الترمذی و حسنہ الألبانی فی صحیح الجامع).

یہی فرقہ اہل سنت و جماعت ہے، یعنی دو عظیم خصوصیات کا حامل ہے:

پہلی خصوصیت: سنت سے تعلق اور وابستگی

اسی خصوصیت کی بنا پر فرقہ ناجیہ کا ایک لقب اہل سنت ہے کیونکہ یہ اپنی زندگی کے تمام امور میں رسول ﷺ اور آپ کے صحابہ کی سنتوں کا التزام کرتے ہیں، اپنی عقل اور رائے و قیاس کو کبھی سنت پر مقدم نہیں



کرتے، جبکہ دوسرے فرقے اہل بدعت ہیں، سنت کی طرف ان کی نسبت قطعاً نہیں ہوتی۔ ان بدعتی فرقوں کی نسبت یا تو ان کے قائدین اور بانیوں کی طرف ہوتی ہے جیسے قادیانی یا جہمی یا پھر ان کی نسبت ان کی بدعت و ضلالت کی طرف ہوتی ہے جیسے قدریہ اور مرجئہ یا پھر ان کی نسبت ان کے افعال قبیحہ کی طرف ہوتی ہے جیسے رافضہ اور خوارج۔

دوسری خصوصیت: جماعت سے تعلق اور وابستگی

اسی خصوصیت کی بنا پر فرقہ ناجیہ کا دوسرا لقب اہل جماعت ہے، یعنی وہ حق پر اکٹھا ہوتے ہیں، مسلمانوں کی جماعت سے خروج کر کے فرقہ بندی نہیں کرتے۔

فرقہ ناجیہ ہی وہ فرقہ ہے جسے اللہ کی مدد اور نصرت حاصل ہے کیونکہ جب اس نے اللہ کے دین کی مدد کی تو اللہ نے ان کی مدد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنْ نَصْرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ﴾ ﴿محمد: ۷﴾، نیز رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: «لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللَّهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ

عَلَى ذَلِكَ». (رواه البخاري ومسلم) میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گی، اس کی مخالفت کرنے والے اور اسے بے سہارا چھوڑنے والے اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے اور وہ اسی حال پر رہیں گے۔

## فرقہ ناجیہ کے منہج کی چند بنیادیں:

یاد رکھئے کہ فرقہ ناجیہ کا منہج چند مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر قائم ہے:

{1} فرقہ ناجیہ کے منہج کی پہلی مستحکم بنیاد یہ ہے کہ وہ کتاب اللہ

اور سنت صحیحہ پر اکتفا کرتے ہیں کیونکہ اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے:

«تُرَكُّ فَيْكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابَ اللَّهِ

وَسُنَّتِي». [رواه مالك بلاغاً والحاكم موصولاً بإسناد حسن]

«میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک ان دونوں کو مضبوط تھامے

رہو گے ہر گز گمراہ نہ ہو گے، ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے میری سنت»۔

جہاں تک اجماع کا تعلق ہے تو وہی اجماع معتبر ہے جو کتاب و سنت

دونوں یا ان میں سے کسی ایک پر مبنی ہو، اور جہاں تک عقل و فطرت کا معاملہ ہے تو وہ اگر کتاب و سنت کے موافق ہیں تو قابل قبول ہیں ورنہ ان کی یہ حیثیت نہیں ہے کہ وہ شرعی عقائد یا احکام کے لئے مصدر بن سکیں۔

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يَأْتِيهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ

وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِن نَّزَعْنَمُ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ

تَأْوِيلًا ﴿٥٩﴾ النساء: ٥٩ (اے ایمان والو! فرماں برداری کرو اللہ تعالیٰ

کی اور فرماں برداری کرو رسول ﷺ کی اور تم میں سے اختیار والوں کی۔ پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول ﷺ کی طرف، اگر تمہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔ یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے۔)

مذکورہ آیت میں أَطِيعُوا اللَّهَ کہنے کے بعد وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

فرمایا کیونکہ یہ دونوں اطاعتیں مستقل اور بلا کسی شرط کے علی الاطلاق واجب

ہیں اور اولوالامر کی اطاعت کا حکم دیتے ہوئے اَطِيعُوا اُولِي الامر نہیں فرمایا کیونکہ وہ اطاعت مستقل نہیں ہے بلکہ اللہ ورسول کی اطاعت کے ساتھ مشروط ہے۔ ایسے ہی تنازعہ کی صورت میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹانے کا حکم دیا، اللہ کی طرف لوٹانے کا مطلب اللہ کی کتاب قرآن مجید کی طرف لوٹانا ہے اور اللہ کے رسول کی طرف لوٹانے کا مطلب اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث اور آپ کی سنت کی طرف لوٹانا ہے، اختلاف کو حل کرنے اور تنازعہ کو ختم کرنے کا یہ ایک بہترین اصول دیا گیا ہے۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ یہی دین کے دو اصل مصدر ہیں۔

② فرقہ ناجیہ کے منہج کی دوسری مستحکم بنیاد یہ ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت صحیحہ کو عقل ورائے اور قیاس پر مقدم کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يَأْتِيهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا يُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۗ وَانفُوا لِلَّهِ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١﴾ الحجرات: ۱ (اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو، اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔)

اللہ ورسول سے آگے بڑھنا یہ بھی ہے کہ کسی دینی معاملہ میں اللہ ورسول کا حکم دیکھنے سے پہلے ہی خود کوئی فیصلہ کر لیا جائے، یا ان کا فیصلہ آجانے کے بعد اپنی عقل، رائے یا سوجھ بوجھ کو ترجیح دی جائے۔

دراصل مذکورہ آیت میں ایمان والوں کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے جو فرشتوں کی صفت ہے۔ فرشتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ﴾ ﴿٢٧﴾

الانبیاء: ۲۷ (وہ کسی بات میں اللہ سے آگے نہیں بڑھتے بلکہ وہ اللہ کے حکم کی تعمیل میں لگے رہتے ہیں) فرشتوں کی بات اللہ کی بات کے تابع ہے اور فرشتوں کا عمل اللہ کے حکم کے تابع ہے، ایمان والوں کو بھی اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ اسی قسم کا برتاؤ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ہر ایمان والے کے لئے ضروری ہے کہ شرعی معاملہ میں کوئی بات بولے تو رسول ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کو پہلے دیکھے پھر اس کا تابع ہو کر بولے، زبان سے وہی بات کہے جو شریعت کہتی ہے، اعضاء سے وہی عمل کرے جس کی شریعت اجازت دیتی ہے، صحابہ و تابعین اور سلف صالحین کا یہی طریقہ تھا، وہ دین کی کوئی بات جاننا

چاہتے تھے تو اس کے لئے قال اللہ اور قال الرسول میں نظر کرتے تھے۔ یہی اصل سنت ہے اور یہی طریقہ اہل سنت ہے۔

﴿3﴾ فرقہ ناجیہ کے منہج کی تیسری مستحکم بنیاد یہ ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت صحیحہ کی کسی بات کو کبھی رد نہیں کرتے خواہ وہ خبر واحد ہی کیوں نہ ہو اور نہ اس میں تحریف کرتے اور نہ ہی اس کی بے جاتاویل کرتے بلکہ سر تسلیم خم کر دیتے اور اطاعت و فرماں برداری کے لئے سر جھکا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلًّا مُّبِينًا﴾ ﴿۳۶﴾ الاحزاب: ۳۶ (اور کسی مومن مرد و عورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔) نیز ارشاد ہے: ﴿وَمَا ءَانَكُمْ الرَّسُولُ فَاخْذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾

الحشر: ۷ (جو کچھ رسول تمہیں دے دیں لے لو اور جس سے تمہیں روک  
دیں رک جاؤ)

چنانچہ صحابہ و تابعین اور سلف صالحین کا یہ متفق علیہ اصول تھا کہ  
کسی کی رائے و قیاس، وجد و ذوق، حکمت و سیاست، فکر و فلسفہ، حکایات  
و منامات اور معقولات کے ذریعہ قرآن مجید سے معارضہ نہیں کیا جاسکتا۔

یہی اہل سنت کا طریقہ ہے کہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے جو  
کچھ ثابت ہو جائے اسے فوراً قبول کرتے ہیں، اسے کسی حالت میں رد نہیں  
کرتے۔ اس کے برخلاف اہل بدعت کا طریقہ یہ ہے کہ وہ پہلے ایک رائے  
قائم کرتے ہیں پھر کتاب و سنت میں دیکھتے ہیں اگر آیت یا حدیث ان کے  
موافق ہے تو اسے قبول کرتے ہیں اور اگر مخالف ہے تو تحریف یا تاویل یا  
مختلف شبہات پیدا کر کے اس سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔

④ فرقہ ناجیہ کے منہج کی چوتھی مستحکم بنیاد یہ ہے کہ وہ کتاب

اللہ اور سنت صحیحہ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال و فتاویٰ کو تلاش  
کرتے اور مابعد کے لوگوں پر ان کو مقدم رکھتے ہیں کیونکہ یہی رسول اکرم

صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی وصیت ہے، آپ کا ارشاد ہے: «إِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي يَرَىٰ اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، تَمَسَّكُوا بِهَا، وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِدِ». (رواه أحمد وأبو داود والترمذي وصححه الألباني) «تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت سارا اختلاف دیکھے گا، لہذا تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو، اسے مضبوطی کے ساتھ تھام لو، اسے دانتوں سے مضبوط جکڑ لو»۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: تم میں سے جو کسی کا سوہ اپنانا چاہتا ہو وہ محمد صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے صحابہ کا سوہ اپنائے کیونکہ وہ اس امت میں سب سے زیادہ نیک دل تھے، سب سے زیادہ گہرا علم رکھتے تھے، سب سے کم تکلف والے تھے، سب سے زیادہ درست راہ پر تھے، سب سے بہتر حال والے تھے، وہ وہ لوگ تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی صحبت و رفاقت اور ان کے دین کی اقامت کے لئے منتخب کیا تھا، ان کی فضیلت کو پہچانو اور ان کے نقش قدم کی پیروی کرو کیونکہ وہ صراط مستقیم کے



راہی تھے۔ (جامع بیان العلم وفضلہ)

5 فرقہ ناجیہ کے منہج کی پانچویں مستحکم بنیاد یہ ہے کہ وہ عقیدہ کے ایسے مسائل اور غیبی امور کے پیچھے نہیں پڑتے جو انسانی عقل کی رسائی سے باہر ہیں بلکہ تسلیم و رضا اور ایمان و ایقان کی روش پر قائم رہتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ (اس بات کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہیں)۔

6 فرقہ ناجیہ کے منہج کی چھٹی مستحکم بنیاد یہ ہے کہ وہ اس مقصد کا بھرپور اہتمام کرتے ہیں جس کے لئے جن وانس کی تخلیق ہوئی ہے، جس کے لئے کتابیں نازل کی گئیں، جس کے لئے رسول بھیجے گئے، یعنی بندوں کو ایک اللہ کی بندگی پر قائم کرنا، اللہ کی توحید میں پائے جانے ہر خلل کو دور کرنا۔ یہی انبیائے کرام کی اولین دعوت تھی، اہل سنت بھی توحید کو قائم کرنے اور شرک کو مٹانے کے لئے انبیاء کے اسوہ پر کار بند ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ

الَّذِينَ ﴿١١﴾ الزمر: ١١ ((اے محمد ﷺ)) آپ کہہ دیجئے! کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کروں کہ اسی کے لئے عبادت کو خالص کر لوں۔

نیز ارشاد ہے: ﴿وَلَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكَتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ الزمر: ٦٥ (اور (اے محمد ﷺ)) آپ کی طرف اور ان (پیغمبروں) کی طرف جو آپ سے پہلے ہو چکے ہیں یہی وحی بھیجی گئی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے عمل برباد ہو جائیں گے اور تم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

نیز ارشاد ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ النساء: ٤٨ (اللہ تعالیٰ اس گناہ کو نہیں بخشتے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا اور گناہ جس کو چاہے معاف کر دے)۔

آج شرک کا فتنہ بہت بری طرح عالم اسلام میں اپنے بچے گاڑے ہوئے ہے۔ قبے اور مزارات، درگاہوں پر عرس اور میلے، مشرکانہ مراسم، نذرانے اور چڑھاوے، تعویذ اور گنڈے، غیر اللہ کے لئے ذبح و قربانی، غیر اللہ سے شفا طلبی، حاجت روائی و مشکل کشائی، فریاد رسی و دعا طلبی، الغرض شرک کی وہ کوئی صورت باقی نہیں جو بت پرست اپنے بتوں کے ساتھ یا صلیب پرست اپنے صلیب یا عیسیٰ یا مریم علیہم السلام کے ساتھ کرتے ہیں مگر مسلمانوں نے اسے اپنے مدفون بزرگوں کے لئے اختیار کر لیا ہے۔ آج مزارات پر وہی کچھ ہوتا ہے جو غیر مسلموں کے مندروں اور تیرتھ استھانوں میں ہوتا ہے۔ آج مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد توحید سے بہت دور جا چکی ہے۔ ضرورت ہے کہ سارے مسلمان دوبارہ اللہ کی نازل کردہ آخری کتاب قرآن مجید اور سنت صحیحہ کی طرف پلٹیں اور جس طرح سلف صالحین اور صحابہ و تابعین نے اسے سمجھا اور اس پر عمل کیا اسی طرح ہم بھی اسے اپنی زندگیوں میں برتیں۔

7 ﴿ فرقہ ناجیہ کے منہج کی ساتویں مستحکم بنیاد یہ ہے کہ وہ اتباع

سنت اور اجتناب بدعت کو اپنا وطیرہ بناتے ہیں۔ اتباع سنت وہ امر ہے جس کی تاکید قرآن و حدیث میں بار بار آئی ہے اور جس کے فضائل بارہا بیان کئے گئے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَالسَّيِّئُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ ﴿التوبة: ۱۰۰﴾ (اور وہ مہاجرین اور انصار جنہوں نے سبقت کی اور ایمان لانے میں پہل کی اور وہ لوگ جنہوں نے اچھے اور بہتر انداز میں ان کی اتباع کی، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے، اور اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔)

مہاجرین و انصار صحابہ اتباع رسول ﷺ کا اعلیٰ نمونہ ہیں، اللہ تعالیٰ

نے ان سے اپنی رضا کا اعلان کیا، نہ صرف ان سے بلکہ ان تمام لوگوں سے بھی اپنی رضا کا اعلان کیا جنہوں نے اچھے انداز میں ان اتباع کرنے والوں کی اتباع کی۔

نیز ارشاد ہے: ﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصَلِّهِ ۗ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴿۱۱۵﴾ النساء: ۱۱۵ (جو شخص راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے باوجود بھی رسول ﷺ کا خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور جہنم میں ڈال دیں گے، وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔)

مذکورہ آیت میں رسول ﷺ اور ایمان والوں کی راہ اپنانے کا حکم دیا گیا ہے اور ان کی مخالفت کرنے یا ان کی راہ چھوڑ کر کسی اور طرف جانے سے روکا گیا ہے، ظاہر ہے کہ اہل ایمان میں سب سے پہلے صحابہ کرام آتے ہیں اور پھر جن لوگوں نے خوش اسلوبی کے ساتھ ان کی پیروی کی اور یہی

لوگ اہل سنت ہیں۔

نیز ارشاد ہے: ﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ

وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ذَٰلِكُمْ وَصَّيْنَاكُم

بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٥٣﴾ ﴿الانعام: ١٥٣﴾ [اور یہ (دین) میرا

سیدھا راستہ ہے، سو اس دین پر چلو، اور دوسری راہوں پر مت چلو، کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ اس کا تم کو اللہ نے تاکید ہی حکم دیا ہے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو]

اس آیت میں صراطِ مستقیم کی پیروی اور اتباع کا حکم دیا گیا ہے، اور

دیگر منحرف راستوں کے اتباع سے روکا گیا ہے۔

یہاں صراطِ مستقیم سے سنت کی راہ مراد ہے، اور جن دیگر راہوں

سے روکا گیا ہے وہ بدعت کے راستے ہیں۔ گناہ اور معصیت کے راستے یہاں

مراد نہیں ہو سکتے، کیونکہ عبادت و تقرب کی خاطر کوئی شخص معصیت کو

مستقل راستہ نہیں بناتا۔

امام مجاہد فرماتے ہیں کہ آیت میں سُبُل سے مراد بدعات و شبہات ہیں۔ (تفسیر طبری)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ہمارے لئے اپنے ہاتھ سے ایک سیدھی لکیر کھینچی، پھر فرمایا: یہ اللہ کا سیدھا راستہ ہے۔ پھر آپ نے اس کے دائیں اور بائیں چند لکیریں کھینچی، اور فرمایا: یہ وہ راستے ہیں جن میں سے ہر ایک پر شیطان بیٹھا ہو اس کی طرف دعوت دے رہا ہے۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ﴾  
 الانعام: ۱۵۳ (مسند احمد، مستدرک حاکم، صحیحہ ووافقہ الذہبی)

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾  
 الجاثیہ: ۱۸ (ہم نے آپ کے لئے دین کا ایک طریقہ مقرر کر دیا ہے آپ بس اسی کی اتباع کیجئے اور ان لوگوں کی خواہشات کی اتباع نہ کیجئے جو

علم نہیں رکھتے۔)

آیت سے معلوم ہوا کہ اتباع شریعت ہی تمام دینی اعمال کی بنیاد

ہے۔

یاد رہے کہ اتباع ہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے سچی محبت کی

علامت بھی ہے۔ ارشاد ہے: ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي﴾

يُحِبِّبْكُمْ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۳۱﴾ ﴿آل

عمران: ۳۱﴾ (کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور

اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔)

جب اتباع کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے تو آدمی بدعتوں میں

گرفتار ہو جاتا ہے۔ جب تک اتباع کی راہ پر مضبوطی سے قائم رہتا ہے تب تک صراطِ مستقیم سے منحرف نہیں ہوتا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: «كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ

إِلَّا مَنْ أَبِي» فَأَلُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ؛ وَمَنْ يَأْبِي؟ قَالَ: «مَنْ



أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى». (رواه البخاري)  
 «میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اس کے جو انکار کر دے۔  
 صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون انکار کرے گا؟ آپ ﷺ نے  
 فرمایا: جس نے میری پیروی کی جنت میں داخل ہوگا اور جس نے نافرمانی کی  
 اس نے انکار کر دیا»۔

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے  
 ہم کو صلاۃ فجر پڑھائی، پھر ہم کو ایک بلیغ نصیحت فرمائی جس سے آنکھیں بہہ  
 پڑیں اور دل دہل گئے۔ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! گویا یہ رخصت  
 کرنے والے کی نصیحت ہے لہذا آپ ہمیں وصیت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے  
 فرمایا: «أَوْصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا  
 حَبَشِيًّا، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي يَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ  
 بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، تَمَسَّكُوا بِهَا، وَعَضُّوا  
 عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِدِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحَدَّثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحَدَّثَةٍ  
 بَدْعَةٌ، وَإِنَّ كُلَّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ» (رواه أحمد وأبوداود والترمذي)

» میں تمہیں اللہ کے تقویٰ اور سمع و طاعت کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت سارا اختلاف دیکھے گا، لہذا تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو، اسے مضبوطی کے ساتھ تھام لو، اسے دانتوں سے مضبوط جکڑ لو، اور اپنے آپ کو نئی ایجاد شدہ چیزوں سے بچاؤ، اس لئے کہ ہر ایجاد شدہ چیز بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔«

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے اپنی اتباع و اطاعت کا امت کے لئے بہترین نمونہ چھوڑ گئے۔ چنانچہ آئیے ہم اتباع صحابہ کے چند واقعات پر نظر ڈالتے ہیں۔

صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تو صحابہ نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوائی، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سونے کی انگوٹھی نکال پھینکی اور فرمایا: «میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا» تو صحابہ نے بھی اپنی انگوٹھیاں نکال پھینکی۔

نیز بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کے

پاس پہنچ کر اس کا بوسہ دیا اور فرمایا: "مجھے معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے تیرے اندر نفع و نقصان کی کوئی طاقت نہیں، اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے بوسہ نہ دیتا۔"

صحیح مسلم میں ابو الہیاج اسدی رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: "کیا میں تمہیں وہ ذمہ داری دے کر نہ بھیجوں جو ذمہ داری دیکر مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا، جو بھی مجسمہ دیکھنا سے توڑ دینا اور جو اونچی قبر دیکھنا سے زمین کے برابر کر دینا۔"

صحابہ کرام جہاں ایک طرف اتباع میں پیش پیش رہتے تھے وہیں اتباع کی خلاف ورزی کے معاملہ میں نہایت سخت تھے۔ چنانچہ آئیے اس تعلق سے چند واقعات پر نظر ڈالتے ہیں۔

صحیح بخاری میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے سالم کی روایت ہے کہ ایک بار عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی ایک حدیث بیان فرمائی کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر عورتیں مسجد جانے کے لئے تم سے اجازت چاہیں تو انھیں مسجد جانے سے مت روکو، ان کے ایک صاحبزادے

بلال نے کہا کہ ہم تو انھیں ضرور روکیں گے۔ سالم کہتے ہیں کہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف متوجہ ہو کر اسے سخت بری گالی دی اس جیسی گالی میں نے ان سے کبھی نہیں سنی تھی، اور فرمایا: میں تجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کر رہا ہوں اور تو کہتا ہے کہ ہم انھیں ضرور روکیں گے۔

بخاری و مسلم میں عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انھوں نے ایک شخص کو کنکریوں سے کھیلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: کنکریاں پھینکنے کا کھیل مت کھیلو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ نیز آپ کا ارشاد ہے کہ اس سے نہ ہی شکار کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی دشمن کو نقصان پہنچایا جاسکتا ہے بلکہ بسا اوقات اس سے دانت ٹوٹ جاتے ہیں اور آنکھ پھوٹ جاتی ہے۔ یہ واقعہ ہو جانے اور اس حدیث کے بیان کر دینے کے بعد ایک مرتبہ پھر اس شخص کو کنکریوں سے کھیلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: میں نے تجھ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے روکا ہے اس کے باوجود تو اس سے باز نہیں آتا، میں تجھ سے کبھی بات نہیں کروں گا۔

ائمہ دین نے بھی ہمیشہ اتباع سنت کی تاکید کی ہے اور اس کے

بالمقابل رائے و قیاس، حکایات و منامات اور بے جا عقلیات و فلسفیات سے منع کیا ہے۔ چنانچہ امام شعبی کی روایت ہے کہ قاضی شریح کے پاس قبیلہ بنو مراد کا ایک شخص آیا اور اس نے پوچھا: اے ابوامیہ! انگلیوں کی دیت کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا: دس دس اونٹ، اس نے کہا: سبحان اللہ! کیا انگھوٹا اور چھوٹی انگلی دونوں برابر ہیں؟ قاضی شریح نے کہا: سبحان اللہ! کیا تمہارا کان اور تمہارا ہاتھ دونوں برابر ہیں؟ کان اتنا چھوٹا ہے کہ کبھی بالوں سے اور کبھی ٹوپی سے چھپ جاتا ہے۔ جبکہ دونوں کی دیت نصف دیت ہے۔ تمہارا براہو! یاد رکھو کہ سنت تمہارے قیاس سے آگے ہے، اتباع کرو، بدعتی مت بنو، جب تک سنت و حدیث کو مضبوطی سے تھامے رہو گے گمراہ نہیں ہو گے۔ ابو بکر ہذلی کا بیان ہے کہ امام شعبی نے مجھ سے کہا: اے ہذلی! اگر تمہارے قبیلے ہذیل کا عقلمند و انصاف پرور سردار اخف قتل کر دیا جائے اور ایک گود میں پلتا بچہ قتل کر دیا جائے تو دونوں کی دیت ایک ہوگی یا نہیں؟ میں نے کہا: ایک ہوگی؟ تو امام شعبی نے کہا: اب قیاس کہاں چلا گیا؟ یہ سنن دارمی کی روایت ہے۔

امام اوزاعی فرماتے ہیں: "ہم ہمیشہ سنت کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں، ہمیں سنت جہاں لے جائے وہاں جاتے ہیں"۔ اسے امام لاکائی نے اصول اعتقاد میں ذکر فرمایا ہے۔

﴿8﴾ فرقہ ناجیہ کے منہج کی آٹھویں مستحکم بنیاد یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کے حریص ہوتے ہیں کیونکہ فرقہ بندی وہ بدترین عمل ہے جس سے کتاب و سنت میں بار بار منع کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَأَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾ ﴿آل عمران: ۱۰۳﴾ (سب لوگ مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقہ بندی نہ کرو) نیز ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ ﴿آل عمران: ۱۰۵﴾ (تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اپنے پاس روشن دلیلیں آجانے کے بعد بھی تفرقہ ڈالا اور اختلاف کیا، انہیں لوگوں کے لئے بڑا عذاب ہے)۔

صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے لئے تین باتوں کو پسند کرتا ہے اور تین باتوں کو ناپسند کرتا ہے: اللہ تعالیٰ تمہارے لئے یہ پسند کرتا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کچھ بھی شرک نہ کرو، اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو اور فرقہ بندی نہ کرو، اور یہ کہ تم اس شخص کے ساتھ ناصحانہ اور ہمدردانہ رویہ اختیار کرو جس کو اللہ نے تمہارے امور کا والی اور ذمہ دار بنایا ہے۔۔۔

مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق، آپسی محبت و ہمدردی اور باہمی تعاون و بھائی چارگی کو حدیث میں ایک زبردست مثال کے ذریعہ سمجھایا گیا ہے۔

عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادُّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى». (رواه البخاري ومسلم) «باہمی محبت و شفقت اور رحمدلی میں مومنوں کی مثال ایک جسم کی سی ہے، اگر ایک عضو کو تکلیف

ہوتی ہے تو سارا بدن بخار اور بیداری کے ساتھ تڑپ جاتا ہے»۔

اہل سنت و جماعت کے افراد اجتہادی مسائل میں بعض اختلافات کے باوجود آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، ایک دوسرے کے پیچھے صلاۃ ادا کرتے ہیں۔ آپس میں بغض و عداوت نہیں رکھتے، نہ تفرقہ بازی اور گروپ بندی کرتے ہیں اور نہ ہی تکفیر و تضلیل کرتے ہیں، اہل سنت کا ماننا ہے کہ اجتہادی مسائل کی بنا پر گروپ بندی کرنا اہل بدعت کا طریقہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رب کریم ہمیں حق کو حق کی صورت میں دکھلائے اور اس کے اتباع کی توفیق سے نوازے اور باطل کو باطل کی صورت میں دکھلائے اور اس سے دور بہت دور محفوظ رکھے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین، وصلى الله على نبينا وسلم.